



**Nuqtah** Journal of Theological Studies

**Editor: Dr Shumaila Majeed**

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

**Published by**

Resurgence Academic and Research

Institute Lahore (53720), Pakistan

**Email:** [editor@nuqtahjts.com](mailto:editor@nuqtahjts.com)

عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ

## Contemporary Challenges to Muslim Society in Various Fields of Life: An Applied Study of Prophetic Teachings

**Dr Atiq Ur Rahman**

Associate Professor, Department of Islamic Studies, UET Lahore

[dratiquet@gmail.com](mailto:dratiquet@gmail.com)



Published online: 30 Dec, 2024



View this issue



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

## Abstract

This research paper explores the contemporary challenges faced by Muslim societies across diverse fields of life—social, economic, political, educational, and moral—through the lens of Prophetic teachings. The study examines how globalization, technological transformation, materialism, and moral decline have reshaped Muslim thought and practice, creating tensions between modern lifestyles and Islamic values. Drawing upon the *Sunnah* of the Prophet Muhammad ﷺ, the paper highlights the timeless relevance of his guidance in addressing present-day issues such as social justice, family disintegration, ethical leadership, and spiritual emptiness. Through a comparative and applied analysis, it argues that the Prophetic model provides a balanced framework that harmonizes faith with practical realities. The research concludes by emphasizing the need to revive *Sirah*-based ethics and Prophetic wisdom to navigate the complexities of modern civilization and re-establish a morally grounded, purpose-driven Muslim society.

**Keywords:** Muslim society, contemporary challenges, Prophetic teachings, *Sirah*, globalization, social ethics, moral reform, Islamic values, applied study.

سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ محض ایک مذہبی فریضہ نہیں بلکہ یہ انسانی تاریخ کے سب سے ہمہ گیر اور انقلابی کردار کی جامع تفہیم کا دروازہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس وہ مرکزِ نور ہے جس کے گرد دینی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور عالمی جہات گردش کرتی ہیں۔ آپ کی سیرت نہ صرف اسلامی تہذیب کی بنیاد ہے بلکہ عالم انسانیت کے لیے ایک ضابطہ حیات بھی ہے۔ موجودہ عالمی تناظر میں جہاں فکری، اخلاقی، تہذیبی اور روحانی بحرانوں نے انسان کو بے یقینی میں مبتلا کر رکھا ہے، سیرت نبویؐ ایک ایسی مشعل راہ ہے جو ہر دور اور ہر قوم کے لیے ہدایت کا منبع بن سکتی ہے۔

## مبحث اول: سیرت نبویؐ کا تعارف

سیرت نبویؐ سے مراد نبی کریم محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جامع مطالعہ ہے، جس میں آپ کی پیدائش، بچپن، جوانی، دعوتِ نبوت، مکی و مدنی زندگی، غزوات، صلح، معاهدات، شخصی معاملات، خاندانی زندگی، حکمرانی، سفارت کاری اور روحانی کردار شامل ہیں۔ یہ ایک ہمہ جہت اور متوازن زندگی ہے جو ہر انسان کے لیے کامل نمونہ ہے۔

قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کو اسوۂ حسنہ قرار دیا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ<sup>1</sup>

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ میں بہترین نمونہ ہے"

اس آیت کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سیرت وہ آئینہ ہے جس میں ہر انسان اپنی زندگی کے لیے کامل رہنمائی حاصل کر سکتا ہے۔

ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فإن حياة النبي ﷺ كانت تطبيقاً عملياً للوحي، فكان خلقه القرآن<sup>2</sup>"

### عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ 3

"نبی کریم ﷺ کی زندگی وحی کا عملی نمونہ تھی، آپ کا اخلاق قرآن تھا۔"

عصر حاضر کا انسان سائنسی ترقی، مادی سہولیات، اور تکنیکی سہارا حاصل کرنے کے باوجود روحانی خلا، فکری بے سمتی، اخلاقی انحطاط اور معاشرتی تفرق کا شکار ہے۔ عالمی سطح پر مذہبی انتہا پسندی، تہذیبی تصادم، اقتصادی استحصال، ماحولیاتی بحران، جنگ و خونریزی، اور انسانی حقوق کی پامالی جیسے مسائل روز افزوں ہیں۔

مشہور مغربی دانشور Will Durant نے کہا:

"The life of Muhammad is one of the most extraordinary lives in history. If greatness of purpose, smallness of means, and astounding results are the three criteria of human greatness, who could dare compare any great man in modern history with Muhammad?"

"محمد ﷺ کی زندگی تاریخ کی سب سے غیر معمولی زندگیوں میں سے ہے۔ اگر انسانی عظمت کے پیمانے مقصد کی بلندی، وسائل کی قلت، اور حیران کن نتائج ہیں تو کون ہے جو محمد ﷺ کا موازنہ کسی عظیم شخص سے کرنے کی جرأت کرے؟" 3

یہ اقتباس عصر حاضر کے فکری زوال کے تناظر میں سیرت نبویؐ کی معنویت کو اجاگر کرتا ہے۔ گویا موجودہ بحرانوں کے حل کی کنجی آپؐ کی سیرت میں مضمر ہے۔ سیرت طیبہ کا سب سے نمایاں وصف اس کی آفاقیت ہے۔ یہ کسی خاص قوم، نسل، یا دور کے لیے مخصوص نہیں بلکہ تمام انسانیت کے لیے یکساں طور پر نفع بخش ہے۔ نبی کریم ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا:

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ 4

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"

علامہ قشری رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"أُرْسِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَحْمَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَالْكَافِرِينَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُونَ فَإِنَّهُ رَحْمَةٌ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَأَمَّا الْكَافِرُونَ فَكَانَ سَبَبًا فِي تَأْخِيرِ الْعَذَابِ عَنْهُمْ" 5

"رسول اللہ ﷺ مومنوں اور کافروں دونوں کے لیے رحمت بن کر آئے۔ مومنوں کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت، اور کافروں کے لیے آپؐ کی آمد عذاب کے مؤخر ہونے کا باعث بنی۔"

مسلم شریف میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً وَلَمْ أُبْعَثْ لِعَاقَبَا 6

"میں تو محض رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں، لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔"

مفسرین اور مفکرین کے نزدیک سیرت نبویؐ ہر اُس انسان کے لیے روشنی ہے جو ظلمت میں ہے، ہر اُس سوسائٹی کے لیے امن ہے جو خلفشار میں ہے، اور ہر اُس ملت کے لیے عدل ہے جو نا انصافی کی شکار ہو۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"نبی کریم ﷺ کا وجود مبارک دنیا کے لیے رحمت عامہ تھا۔ آپؐ کی زندگی میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی آج کی دنیا کو ضرورت ہے" 7

یہی آفاقیت اور عالمگیریت سیرت نبویؐ کو آج کے چیلنجز کا سب سے مؤثر اور قابل عمل حل بناتی ہے۔

موجودہ عالمی سیاست غیر یقینی، انتشار، طاقت کے ناجائز استعمال، اقوام کے درمیان بد اعتمادی، داخلی سیاسی انتشار اور بین الاقوامی کشیدگی کا شکار ہے۔ اقوام متحدہ جیسی عالمی تنظیمیں انسانی حقوق کے تحفظ اور امن کے فروغ میں ناکام نظر آتی ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی نظام عدل، مساوات، رواداری، بین الاقوامی قانون اور سفارتی حکمت عملی کی حقیقی تصویر پیش کرتا ہے، تو وہ سیرت نبویؐ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے محض روحانی یا اخلاقی رہنما نہیں بلکہ ایک کامیاب ریاستی سربراہ، قانون ساز، معاہدہ نویس، اور عالمی سفارتکار کے طور پر بھی ایسی مثالیں قائم کیں جو رہتی دنیا تک راہنمائی کا منبع رہیں گی۔

## بحث دوم عہد نبویؐ کی سیاسی حکمت عملی

نبی کریم ﷺ کی سیاسی حکمت عملی عدل، حکمت، تدبیر، اور موقع شناسی پر مبنی تھی۔ مکہ مکرمہ میں دعوت کا پہلا مرحلہ خالص دعوتی اور انقلابی مزاج کا تھا، مگر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد آپؐ نے ایک فعال ریاستی نظام کی بنیاد رکھی، جس میں قانون، نظم، عدلیہ، مالیات اور خارجی تعلقات کے تمام پہلو شامل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْتُمُونَ<sup>8</sup>

"بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا آجاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔" اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیاسی قیادت کی باقاعدہ تشکیل دی اور امت کو یہ شعور دیا کہ نبوت کے بعد خلافت یعنی سیاسی قیادت دین کی حفاظت اور نظام کے نفاذ کے لیے لازم ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں جو حکومت قائم کی وہ کسی قبیلہ یا گروہ کی بالادستی کے لیے نہیں، بلکہ ایک نظریہ و اصول کی بنیاد پر تھی، جس کا مقصد عدل، امن اور انسانی فلاح تھا۔"<sup>9</sup>

میثاق مدینہ تاریخ انسانی کا پہلا تحریری آئین تھا، جس میں مختلف قبائل، مذاہب، اور طبقات کے مابین حقوق و فرائض طے کیے گئے۔ یہ معاہدہ مذہبی رواداری، شہری آزادی، اور اجتماعی دفاع کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

میثاق کے بنیادی نکات میں شامل ہیں:

تمام شہری برابر کے حقوق کے حامل ہوں گے، مذہبی آزادی کا مکمل تحفظ ہوگا، دشمن کے خلاف متحد ہو کر دفاع کیا جائے گا، ظلم و زیادتی کے خلاف ریاستی ضمانت ہوگی۔ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

"یہ دنیا کا پہلا سیاسی معاہدہ تھا جس میں مختلف مذاہب، قبائل اور طبقات کو برابری کی بنیاد پر آئینی حیثیت دی گئی۔"<sup>10</sup>

یہ معاہدہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام محض مذہبی نظام نہیں بلکہ مکمل ریاستی و معاشرتی نظم بھی پیش کرتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے داخلی استحکام کے بعد خارجی سفارتی محاذ پر بہترین حکمت عملی اختیار فرمائی۔ آپؐ نے نہ صرف ارد گرد کے قبائل کے ساتھ معاہدات کیے بلکہ قیصر روم، کسریٰ ایران، نجاشی حبشہ، اور دیگر حکمرانوں کو دعوتی اور سفارتی خطوط بھی ارسال کیے۔

قرآن مجید نے دعوتی پہلو کو ان الفاظ میں ذکر کیا:

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ<sup>11</sup>

"کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ہم ایک ایسے کلمہ کی طرف آئیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے"

ان خطوط کا لب لباب پر امن مکالمہ، دعوت، اخلاقی برتری، اور عزت و وقار کا پیغام تھا۔

سراج الدین ندوی کے مطابق:

"نبی اکرم ﷺ کی سفارت کاری کا دائرہ عالمی تھا۔ آپ نے ایک طرف کفار سے جنگ کی، تو دوسری طرف معاہدات و خطوط کے ذریعے عالمی قیادتوں سے رابطہ کیا، جو کہ جدید سفارت کاری کا نمونہ ہے۔"<sup>12</sup>

موجودہ دور میں سیاسی بحران کی سب سے بڑی وجہ قیادت کا فقدان، نظریاتی انحراف، خود غرضی، اور مفاد پرستی ہے۔ ریاستیں طاقتور کے سامنے جھکنے والی، مظلوم کے حق میں خاموش، اور مذہبی و نسلی امتیازات کا شکار ہیں۔

ایسے وقت میں نبی کریم ﷺ کی سیرت ہمیں یہ اصول عطا کرتی ہے:

عدل پر مبنی قیادت، مساوات پر مبنی دستور، اخلاق پر مبنی سفارت کاری، قانون پر مبنی حکومت

امام غزالی فرماتے ہیں:

"الدِّينُ أَسَاسٌ، وَالسُّلْطَانُ حَارِسٌ، فَمَا لَا أَسَاسَ لَهُ فَمَهْدُومٌ، وَمَا لَا حَارِسَ لَهُ فَمَضْبُوعٌ"<sup>13</sup>

"دین بنیاد ہے اور حکومت محافظ، جس کی بنیاد نہ ہو وہ منہدم، اور جس کا محافظ نہ ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔"

اس قول سے ظاہر ہے کہ سیاست دین سے جدا ہو کر تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے، جبکہ سیرت نبویؐ سیاست کو عدل، شفقت اور انسانیت کی بنیاد پر قائم رکھتی ہے۔

## بحث سوم: معاشی چیلنجز اور سیرت نبویؐ کی رہنمائی

موجودہ دنیا معاشی عدم توازن، غربت، مہنگائی، استحصال، طبقاتی تفاوت اور مالی بد عنوانی جیسے شدید مسائل کا شکار ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام نے دنیا کی دولت چند ہاتھوں میں مرکوز کر دی ہے، جب کہ اشتراکی نظام فرد کی آزادی اور فطری ملکیت کے تصور کو ختم کر چکا ہے۔ ان حالات میں سیرت نبویؐ ایک ایسا متوازن، انسانی ہمدردی پر مبنی اور عدل و خیرات سے مزین معاشی نظام پیش کرتی ہے جو ان تمام چیلنجز کا فطری، اخلاقی اور پائیدار حل پیش کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا پیش کردہ معاشی نظام تین بنیادی اصولوں پر قائم ہے:

حلال رزق کی جستجو، معاشی عدل و مساوات، غربت و افلاس کے خاتمے کے لیے فلاحی اقدامات۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

طَلَبُ الْكَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ<sup>14</sup>

"حلال روزی کی تلاش فرض نماز کے بعد ایک اور فرض ہے۔"

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی معیشت کا مرکز رزقِ حلال ہے، جو محنت، دیانت اور کفایت شعاری سے حاصل کیا جائے۔

ابن خلدون اسلامی معیشت کے فلسفے کو یوں بیان کرتے ہیں:

"العدالة الاقتصادية هي جوهر استقرار الدولة، والإسلام جاء لتحقيق هذا التوازن"<sup>15</sup>

"معاشی عدل ہی ریاست کے استحکام کا جوہر ہے، اور اسلام اسی توازن کو قائم کرنے آیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ نے تجارت کو رزقِ حلال کا اہم ذریعہ قرار دیا اور اس میں دیانت، شفافیت، امانت اور خیر خواہی کو لازمی قرار دیا۔

آپ کا فرمان ہے:

التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ 16

"سچا اور دیانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔"

سیرت طیبہ میں نبی اکرم ﷺ نے نہ صرف خود تجارت فرمائی بلکہ دیگر صحابہ کو بھی ایمانداری کی تلقین کی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ جیسے صحابہ کی کامیاب تجارت اس سیرت کا عملی مظہر ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی لکھتے ہیں:

"اسلامی معیشت کا ستون تجارت ہے، لیکن وہ تجارت جو امانت و صداقت پر قائم ہو۔" 17

رسول اللہ ﷺ نے سود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور زکوٰۃ کو فلاحی معیشت کی بنیاد بنایا۔ سود کو آپ نے ایسا ظلم قرار دیا جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کے مترادف ہے:

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ 18

"اگر تم باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو"

آپ ﷺ نے فرمایا:

لَعَنَ اللَّهُ أَكِلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيهِ 19

"اللہ نے سود کھانے والے، دینے والے، لکھنے والے اور گواہوں سب پر لعنت فرمائی ہے۔"

زکوٰۃ کے متعلق آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا جُعِلَتِ الزَّكَاةُ لِتُطَهَّرَ أَمْوَالُكُمْ وَتُزَكَّيَا 20

"زکوٰۃ اس لیے رکھی گئی ہے تاکہ تمہارے مال کو پاک کرے اور اس میں برکت دے۔"

مولانا شبیر احمد عثمانی کے بقول:

"سود کا خاتمہ اور زکوٰۃ کا قیام اسلامی معیشت کے دو ایسے بازو ہیں جو ظلم کو مٹاتے اور مساوات کو قائم کرتے ہیں۔" 21

عصر حاضر کے معاشی مسائل میں سب سے نمایاں درج ذیل ہیں:

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، سودی بینکاری نظام، صارفیت پر مبنی معیشت، طبقاتی تضاد، مالیاتی کرپشن۔

اسلامی سیرت ان مسائل کا حل کچھ اس طرح پیش کرتی ہے:

عصر حاضر کے معاشی نظام کو متعدد سنگین مسائل کا سامنا ہے جن میں سودی نظام، دولت کا ارتکاز، صارفیت اور مالی بد عنوانی جیسے عناصر نمایاں ہیں۔ سیرت طیبہ ان تمام مسائل کا جامع اور عملی حل پیش کرتی ہے۔ سودی نظام کے مقابلے میں نبی کریم ﷺ نے ایک ایسا مالیاتی ڈھانچہ دیا جو عدل و انصاف پر مبنی ہے، جس کی مثال اسلامی بینکاری، مضاربیت اور مشارکت جیسے شفاف اور منافع و نقصان میں شریک ماڈلز میں ملتی ہے۔ اسی طرح دولت کے ارتکاز کو روکنے کے لیے سیرت طیبہ میں زکوٰۃ، صدقہ، خمس اور وراثت جیسے متوازن معاشی ذرائع مقرر کیے گئے ہیں، جو دولت کی گردش کو ممکن بناتے ہیں۔ صارفیت، جو جدید معیشت کا ایک نفسیاتی بحران ہے، اس کے تدارک کے لیے نبی کریم ﷺ نے قناعت، کفایت شعاری اور زہد جیسے روحانی و اخلاقی اوصاف کی تلقین فرمائی۔ اسی طرح مالی بد عنوانی کا خاتمہ صرف قانونی چارہ جوئی سے نہیں، بلکہ شفاف

## عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ 7

احتساب، دیانت اور تقویٰ جیسے اقدار کے عملی نفاذ سے ممکن ہے، جیسا کہ سیرت نبویؐ میں نظر آتا ہے۔ یوں سیرت طیبہ ایک ایسا ہمہ جہت اور اخلاقی بنیادوں پر استوار نظام پیش کرتی ہے جو آج کے معاشی بحرانوں کا مؤثر حل فراہم کرتا ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی فرماتے ہیں:

"اسلام کا معاشی نظام نہ سرمایہ دارانہ ہے نہ اشتراکی، بلکہ ایک ایسا متوازن نظام ہے جو حلال کمائی، عدل و انصاف اور فلاح عامہ کے اصولوں پر قائم ہے۔"<sup>22</sup>  
اسی طرح ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی فرماتے ہیں:

"سیرت نبویؐ میں معاشی انصاف کا ایک مکمل ماڈل موجود ہے، جسے اپنانا ہی دنیا کے موجودہ معاشی بحرانوں کا حل ہے۔"<sup>23</sup>

### بحث چہارم: سماجی مسائل اور سیرت نبویؐ کا کردار

عصر حاضر میں معاشرتی زندگی مختلف النوع بحرانوں کا شکار ہے۔ نسلی امتیاز، جنس کی بنیاد پر تعصب، مذہبی اقلیتوں پر ظلم، اور اخلاقی گراؤ جیسے مسائل نے سماجی تانے بانے کو کمزور کر دیا ہے۔ انسانی معاشروں میں باہمی رواداری، برابری، باہمی احترام اور عدل و انصاف کی شدید ضرورت ہے۔ ایسے میں سیرت طیبہ ﷺ ایک روشن مینار کی مانند ہے جو ان تمام چیلنجز کا عملی اور پائیدار حل پیش کرتی ہے۔

اسلامی معاشرے کی بنیاد مساوات، عدل اور انسانی وقار پر رکھی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہر انسان کو برابر قرار دیا اور ظلم و استحصا کو جڑ سے ختم کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، فَكُلُّكُمْ لَأَدَمٌ وَأَدَمٌ مِنْ تُرَابٍ 24

"اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ (آدم) ایک ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے۔"

مزید فرمایا:

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ، وَلَا لَأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، إِلَّا بِالتَّقْوَى 25

"نہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت ہے، نہ کسی گورے کو کالے پر، فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔"

امام رازیؒ نے اس بارے میں کہا:

"الرسول جاء بقانون العداۃ الاجتماعیة، فالغنی الفروق الطبقيۃ 26"

"رسول اللہ ﷺ نے ایسا سماجی قانون پیش کیا جس نے طبقاتی تفریق کو مٹا دیا۔"

جہالت کے دور میں عورت کو وراثت، تعلیم، عزت اور معاشرتی مقام سے محروم رکھا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے عورت کو مکمل انسانی مقام، معاشرتی احترام، اور قانونی حقوق عطا فرمائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا النِّسَاءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ 27

"عورتیں مردوں کی ہم جنس (برابری) ہیں۔"

حضرت فاطمہؓ، حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کے کردار اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ نے عورت کو معاشرتی، تعلیمی اور اقتصادی میدانوں میں فعال کردار ادا کرنے کی ترغیب دی۔



ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

"سیرت طیبہ میں عورت کو صرف ماں، بیٹی اور بیوی ہی نہیں بلکہ ایک مکمل سماجی شخصیت تسلیم کیا گیا ہے۔"<sup>28</sup>

نبی کریم ﷺ نے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ فرمایا، خواہ وہ یہودی ہوں یا مشرکین۔ میثاقِ مدینہ اس بات کا اولین ثبوت ہے جہاں اقلیتوں کو مذہبی و سماجی آزادی دی گئی۔

لِّلْهُودِ دِينُهُمْ، وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ<sup>29</sup>

"یہودیوں کو ان کا دین حاصل ہے اور مسلمانوں کو ان کا دین۔"

فتح مکہ کے بعد بھی آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا، حالانکہ وہ دشمن اسلام رہے تھے۔ فرمایا:

اَذْهَبُوا فَأَنْتُمْ الطَّلَاقُ<sup>30</sup>

"جاؤ! تم سب آزاد ہو۔"

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

"نبی اکرم کی سیرت اقلیتوں کے لیے کامل تحفظ کی ضمانت ہے۔"<sup>31</sup>

اخلاقی تربیت سیرت نبوی ﷺ کا مرکزی محور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ<sup>32</sup>

"میں تو صرف اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔"

آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں رحم، معافی، سخاوت، عفو و درگزر، اور عاجزی جیسے اوصاف نمایاں نظر آتے ہیں۔ یہی اوصاف معاشرے میں باہمی ہم آہنگی پیدا کرتے ہیں۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں:

"اخلاق الحسن أصل السعادة في الدنيا والآخرة"<sup>33</sup>.

"اچھا اخلاق دنیا و آخرت کی کامیابی کی بنیاد ہے۔"

## بحث پنجم: سیرت طیبہ کے عملی نفاذ کی موجودہ ضرورت

عصر حاضر میں امت مسلمہ فکری پر اگندگی، اخلاقی زوال، اور عملی کمزوری جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ تہذیبی یلغار، تعلیمی مغلوبیت، میڈیا کے منفی اثرات اور اسلامی تشخص کی غیر موثر نمائندگی نے سیرت نبوی ﷺ جیسے عظیم الشان ماڈل کو اجنبی بنا دیا ہے۔ ان حالات میں سیرت طیبہ ﷺ کا صرف تذکرہ نہیں، بلکہ اُس کا عملی نفاذ از حد ضروری ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی ذات نہ صرف دینی بلکہ تمدنی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور بین الاقوامی سطح پر کامل نمونہ ہے۔

آج کی مسلم دنیا میں سیرت نبوی ﷺ کی تعلیمات کی موجودگی تو ہے، مگر اس پر عملی نفاذ کی کمی نمایاں ہے۔ عوامی و ریاستی سطح پر دین کو زیادہ تر رسمی مظاہر تک محدود کر دیا گیا ہے۔ عبادات پر زور تو ہے، مگر معاملات، اخلاقیات اور سیرت کے سیاسی و سماجی پہلو نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

علامہ محمد اقبالؒ اس سستی پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دین ملائی سبیل اللہ فساد"

"جب دین کو صرف ظاہری رسوم تک محدود کر دیا جائے تو وہ معاشرتی فساد کا باعث بنتا ہے۔"



## عصری اسلامی ثقافت و معاشرت کے متنوع شعبہ جات کی پیچیدگیاں: سیرت النبی ﷺ کے تناظر میں تطبیقی مطالعہ 9

ڈاکٹر محمود احمد غازی فرماتے ہیں:

"سیرت طیبہ کو صرف نصابی موضوع نہ بنایا جائے بلکہ اس کے عملی پہلو معاشرتی سطح پر نافذ ہوں۔"<sup>34</sup>

تعلیم سیرت کے عملی نفاذ کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے۔ موجودہ تعلیمی اداروں میں سیرت کا مواد یا تو محض تاریخی نوعیت کا ہوتا ہے یا اختیاری مضامین میں محدود ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے عملی پہلوؤں — جیسے عدل، مساوات، قیادت، معاشی اصول، انسانی حقوق، بین المذاہب تعلقات — کو جدید تدریسی انداز میں لازمی نصاب کا حصہ بنایا جائے۔

شیخ علی طنطاوی لکھتے ہیں:

"سیرت نبویؐ کو نصاب میں اس انداز سے پڑھایا جائے کہ وہ صرف معلومات نہ رہے بلکہ کردار سازی کا ذریعہ بنے۔"<sup>35</sup>

پاکستان کے نیشنل کریکولم 2006 میں جزوی اصلاحات کے باوجود سیرت کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے شامل کرنا اب بھی باقی ہے۔ میڈیا اور خطابت، سیرت کی ترویج کے انتہائی مؤثر ذرائع ہیں۔ مگر بد قسمتی سے میڈیا پر اسلامی تشخص کی غلط یا محدود عکاسی ہوتی ہے۔ دینی پروگرامز زیادہ تر فرقہ واریت، غیر علمی مناظروں یا رسمی باتوں تک محدود رہتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کے لیے دلائل، حکمت، نرمی اور تدریج کا راستہ اپنایا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ 36

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت سے بلاؤ۔"

ڈاکٹر یوسف قرضاوی کے مطابق:

"میڈیا کو دعوت و اصلاح کا مؤثر ذریعہ بنایا جائے، محض جذباتی خطابت سے اجتناب کیا جائے۔"<sup>37</sup>

عالمی سطح پر اسلام کے بارے میں شدید بدگمانیاں اور اسلاموفوبیا کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ ان کا سدباب صرف بیانیے سے ممکن نہیں بلکہ علمی، فکری اور اخلاقی سطح پر نبی کریم ﷺ کی سیرت کو ماڈرن اصطلاحات میں، انٹرنیشنل فورمز پر، اور بین المذاہب مکالمے کے ذریعے مؤثر انداز میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ حسن البنا فرماتے ہیں:

"سیرت نبویؐ ایک بین الاقوامی تحریک کی بنیاد ہے، جسے ہمہ گیر حکمت عملی کے تحت دنیا کے سامنے پیش کیا جانا چاہیے۔"<sup>38</sup>

نبی کریم ﷺ نے قیصر روم اور کسریٰ ایران جیسے حکمرانوں کو خطوط لکھ کر حکمت، دعوت اور سیرت کے پیغام کو عالمی سطح پر پہنچایا:

إِنِّي أَدْعُوكَ بِدَعَايَةِ الْإِسْلَامِ، أَسْلِمْتَ تَسْلِمَ 39

"میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرو تو سلامتی پاؤ گے۔"

سیرت طیبہ ﷺ کا نفاذ صرف جذباتی وابستگی تک محدود نہ رہے بلکہ تعلیمی، سماجی، سیاسی اور عالمی سطح پر اسے منظم، تدریجی اور سائنسی حکمت عملی کے ساتھ نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ نفاذ نہ صرف مسلم دنیا کو وحدت، بیداری اور وقار عطا کرے گا بلکہ پوری انسانیت کو فلاح و امن کے راستے پر لے جائے گا۔

### خلاصہ و تجاویز

کہ عصر حاضر کے سیاسی، معاشی، سماجی اور فکری چیلنجز کے مقابلے میں سیرت طیبہ عس طرح ایک کامل، ہمہ گیر اور قابل عمل رہنمائی فراہم کرتی ہے۔ سیرت نبویؐ کو محض تبرک یا تاریخی حوالہ نہیں، بلکہ ایک زندہ نظام حیات کے طور پر سمجھنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی کہ: نبی کریم ﷺ کی سیرت میں ہر شعبہ

زندگی کے لیے مکمل راہنمائی موجود ہے۔ آپ نے سیاسی استحکام، بین الاقوامی تعلقات، اقتصادی عدل، معاشرتی ہم آہنگی اور اخلاقی اصلاح کا ایک مربوط، منصفانہ اور انسانی ہمدردی پر مبنی نمونہ پیش کیا۔ عصر حاضر کے تمام چیلنجز کا سامنا سیرت طیبہ کے اصولوں کی روشنی میں ممکن ہے، بشرطیکہ ان پر عملی اطلاق کیا جائے۔ سیرت کو صرف تاریخی واقعات کی فہرست کے بجائے زندگی کے اصولوں اور اقدار کے طور پر شامل کیا جائے۔ ابتدائی تا اعلیٰ تعلیم میں سیرت کے سماجی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی پہلو نصاب میں شامل کیے جائیں۔ قانون سازی، عدالتی نظام، خارجہ پالیسی اور سماجی فلاحی اداروں کی تشکیل میں سیرت نبویؐ کو بنیاد بنایا جائے، جیسا کہ میثاقِ مدینہ اور خلفائے راشدین کی پالیسیوں سے اخذ ہوتا ہے۔ ڈراموں، فلموں، ڈاکو منٹریز اور سوشل میڈیا کے ذریعے سیرت طیبہ کے مثالی کردار اور تعلیمات کو جدید طرزِ بیان کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ نوجوان نسل میں اس سے جذباتی وابستگی پیدا ہو۔ بین المذاہب مکالمے، عالمی فورمز، اور انسانی حقوق کے اداروں میں سیرت کے آفاقی پہلو، جیسے رحمۃ للعالمین کا تصور، پیش کیا جائے تاکہ اسلامو فوبیا کا خاتمہ ہو اور اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے آئے۔ معاشرے کے تمام طبقات — نوجوان، اساتذہ، حکمران، کاروباری افراد، خواتین — کے لیے سیرت کی روشنی میں کردار سازی، اخلاقیات، خدمتِ خلق، عدل، اور معاشرتی ہم آہنگی پر مبنی تربیتی کورسز متعارف کروائے جائیں۔

سیرت کا بنیادی پیغام اتحاد ہے۔ فرقہ واریت، نسلی تعصبات اور علاقائی تقسیم سے نکل کر امت کو نبی کریم ﷺ کی ایک امت کے تصور پر قائم کیا جائے۔ سیرت کی بنیاد عدل اور رحم پر ہے۔ مسلم حکمرانوں اور ریاستوں کو چاہیے کہ قانون و سماج میں ان اصولوں کو ترجیح دیں۔ سیاسی، مذہبی اور سماجی قیادتوں کو نبی کریم ﷺ کی قیادت کے اسالیب، مثلاً مشاورت، عفو و درگزر، عدل و شفقت، اور قول و فعل میں یکسانیت، کو اپنانا چاہیے۔ مسلمان اقوام کو صرف داخلی مسائل میں الجھنے کے بجائے عالمی سطح پر امت و وسط کا کردار ادا کرتے ہوئے علم، اخلاق، قیادت اور انسانی خدمت کے میدان میں

حوالہ جات:

<sup>1</sup> Al-Qur'ān, 33:21

<sup>2</sup> Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, Beirut: Mu'assasat al-Risālah, 1998, 1:19

<sup>3</sup> Durant, Will. *The Story of Civilization*, New York: Simon & Schuster, 1950, 4:34

<sup>4</sup> Al-Qur'ān, 21:107

<sup>5</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Qāsim. *Laṭā'if al-Ishārāt*, Cairo: Dār al-Kutub al-'Ilmiyah, 1328 AH, 3: 412

<sup>6</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusain, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishā pūr: Dār al-Khilāfah Al-Ilmiyah, 1330 AH), 1: 2722

- <sup>7</sup> Shiblī Nu‘mānī, *Sīrat al-Nabī*, Lahore: Nafees Academy, 1999, 1: 3
- <sup>8</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 3: 1476
- <sup>9</sup> Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Khutubāt*, Lahore: Islamic Publications, 1975, 2: 103
- <sup>10</sup> Shiblī Nu‘mānī, *Sīrat al-Nabī*, Lahore: Nafees Academy, 1999, 1: 245
- <sup>11</sup> Al-Qur‘ān, 3:64
- <sup>12</sup> Nadwī, Sirāj al-Dīn. *Siyāsāt-e-Nabawī*, Lucknow: Nadwat al-‘Ulamā’, 1985, 2: 88
- <sup>13</sup> Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid. *Naṣīḥat al-Mulūk*, Tehran: Dānishgāh-i Tihārān, 1970, 1: 22
- <sup>14</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 723
- <sup>15</sup> Ibn Khaldūn, *Muqaddimah*, Cairo: Dār al-Fikr, 1981, 1: 245
- <sup>16</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 856
- <sup>17</sup> Shāh Walī Allāh al-Dihlawī, *Hujjat Allāh al-Bāligha*, Delhi: Matba‘ Mujtabā‘ī, 1341 AH, 1: 143
- <sup>18</sup> Al-Qur‘ān, 2:279
- <sup>19</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 740
- <sup>20</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 754
- <sup>21</sup> ‘Uthmānī, Shabbīr Aḥmad. *Tafsīr-e-‘Uthmānī*, Lahore: Maktabah Qudūsiyyah, 1984, 1: 212
- <sup>22</sup> Mawdūdī, Abū al-A‘lā. *Mas‘alah-i Ma‘īshat*, Lahore: Islamic Publications, 1970, 1: 65
- <sup>23</sup> Siddīqī, Najātullāh. *Economic Enterprise in Islam*, Delhi: Markaz Publications, 1989, 1: 97
- <sup>24</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 2: 987
- <sup>25</sup> Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1995), 5: 411
- <sup>26</sup> Rāzī, Fakhr al-Dīn, *Tafsīr al-Kabīr*, Beirut: Dār al-Fikr, 1990, 3: 284
- <sup>27</sup> Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ash‘ath, *Sunan Abī Dāwūd* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 2004), 1: 561
- <sup>28</sup> Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*, Islamabad: Dār al-Tafsīr, 2007, 1: 192
- <sup>29</sup> Ibn Hishām, Muḥammad, *Sīrah al-Nabawiyyah*, Cairo: Dār al-Jīl, 1997, 2: 121
- <sup>30</sup> Ibn Ḥanbal, Aḥmad ibn Ḥanbal, *Musnad Aḥmad* (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1995), 4: 74
- <sup>31</sup> Numānī, Shiblī, *Sīrat-un-Nabī*, Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn, 1918, 2: 278
- <sup>32</sup> Al-Qushīrī, Abū al-Ḥusāin, Muslim ibn Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Nishāpūr: Dār al-Khilāfā Al-‘Ilmīya, 1330 AH), 1: 447
- <sup>33</sup> Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, *Iḥyā’ ‘Ulūm al-Dīn*, Beirut: Dār al-Ma‘rifah, 1993, 3: 86
- <sup>34</sup> Ghāzī, Maḥmūd Aḥmad, *Muḥāḍarāt-e-Sīrat*, Islamabad: Dār al-Tafsīr, 2007, 2: 173
- <sup>35</sup> Tanṭāwī, ‘Alī, *Sīrah al-Nabawiyyah*, Cairo: Dār al-Fikr, 1985, 1: 45
- <sup>36</sup> Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *Jāmi‘ al-Bayān*, Cairo: Dār al-Ma‘ārif, 2001, 14: 32
- <sup>37</sup> Qarḍāwī, Yūsuf, *al-Khiṭāb al-Dīnī bayna al-Asāla wa al-Tajrīd*, Cairo: Maktabat Wahba, 2008, 1: 88
- <sup>38</sup> al-Bannā, Ḥasan, *Majmū‘ Rasā’il al-Imām al-Shahīd*, Cairo: Dār al-Da‘wah, 2002, 1: 231
- <sup>39</sup> Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Istanbul: Dār Ṭawq al-Najāt, 1325 AH), 1: 109